٦ے ابن العماد الحنبلی، شذرات الذہب، ج ۴ ص ۴۹ ۔
٧ے ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳ ص ۵۴ / ابن سبکی، طبقات الشافعیۃ، ج ۴ ص ۲۱۴ ۔
ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۱۱ ص ۱۹۳ ۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی، بستان المحدثین، ص ۵۳،
۸ے خازن، مقدمہ تفسیر خازن ۔ ج ۱ ص ۳، ۹ے خازن، مقدمہ تفسیر خازن ج ۱ ص ۳ ۷
۱۰ے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین، ص ۱۳۲ ۔
۱۱ے نووی، تقریب مع شرح تدریب الراوی، ص ۵۴
۱۲ے نواب صدیق حسن خاں، اتحاف النبلاء، ص ۱۵۱، ۱۵۲
۱۳ے حاجی خلیفہ مصطفٰے بن عبداللہ، کشف الظنون، ج ۲ ص ۵۶
۱۴ے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، عجالہ نافعہ مع فوائد جامعہ، ص ۱۷
۱۵ے سید سلیمان ندوی، مقالاتِ سلیمان، ج ۲، ص ۳۷۰
۱۶ے ابنِ خلکان، وفیات الاعیان، ج ۲ ص ۲۹۲ / ابن فرحون مالکی، الدیباج المذہب، ص ۲۸۱ ۔
۱۷ے ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴ ص ۹۰ ۔ / ابنِ فرحون مالکی، الدیباج المذہب، ص ۲۸۱ ۔
۱۸ے ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴ ص ۹۰ ۔ ۱۹ے ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۴ ص ۹۰، ۹۱ ۔
ابنِ فرحون مالکی، الدیباج المذہب، ص ۲۸۱ ۲۰ے ابنِ فرحون مالکی، الدیباج المذہب ص ۲۸۱
۲۱ے ابنِ کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۱۲ ص ۲۲۸ ۲۲ے ابنِ خلکان، وفیات الاعیان، ج ۲ ص ۲۹۳
۲۳ے ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین، ج ۲ ص ۳۶۷ تا ۳۷۱ ۲۴ے ایضاً، ص ۳۶۸ ۔
۲۵ے مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری، مقدمہ تحفۃ الاحوذی، ص ۱۸۳ ۔
۲۶ے تقی الدین ندوی، محدثین عظام اور اُن کے علمی کارنامے، ص ۲۳۶ ۔

ڈاکٹر اسرار احمد کا نہایت اہم خطاب
جہاد بالقرآن
کتابی صورت میں دستیاب ہے
صفحات: ۵۶ سفید کاغذ، عمدہ طباعت: قیمت فی نسخہ -/۵ روپے

بحث و نظر

حضرت ابراہیمؑ کی اپنے والد کے حق میں دعا ہے

مولانا الطاف الرحمٰن بنوی

عرصہ ہوا ماہنامہ حکمتِ قرآن لاہور میں سیرۃ الخلیل کے عنوان سے احقر کا ایک مضمون بالاقساط شائع ہوتا رہا تھا۔ اس کے اگست و ستمبر ۱۹۸۶ء کے شمارہ میں شائع شدہ ایک قسط بعنوان "رحمت و رقت کا پیکرِ مجسّم" کے ایک ذیلی حاشیے میں اُس حدیث پر بحث کی گئی تھی جس میں قیامت کے دن اپنے والد آزر کو بدحالی میں دیکھ کر ابراہیم علیہ السلام کے یہ الفاظ وارد ہیں: یا رب انک وعدتنی ان لا تخزنی یوم یبعثون فای خزی اخزی من ابی الابعد فیقول اللہ تعالیٰ انی حرمت الجنۃ علی الکافرین۔
قرآنی آیات قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ (سورۃ مریم آیات ۴۶، ۴۷) فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۝ (توبہ آیت ۱۱۴) کی تشریح میں اس حدیث کی رعایت سے احقر نے لکھا تھا کہ:

"اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بدنصیب باپ کا یہ فرزند سعادت مند قیامت کی اُن ہولناک گھڑیوں میں بھی جب کہ ہر طرف نفسی نفسی کی صدا و پکار ہوگی اپنی بے مثال رأفت و رحمت کی بدولت اپنے خطاکار والد کی خطاپوشی کی درخواست کر بیٹھیں گے۔"

اس عبارت پر یہ حاشیہ چڑھایا گیا تھا۔

"اس مقام پر یہ واضح تفسیری پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو اپنے والد آزر کا خاتمہ بالکفر ہونا محقق ہو گیا تھا اور مشرکین کے لیے ممانعتِ استغفار کے حکمِ الٰہی کے بموجب اُن سے تبرّی بھی کیا تھا تو پھر قیامت کے دن

اس استغفار کی کیا وجہ جواز ہے۔ علمائے تفسیر نے اس سوال کے متعدد جوابات دیے ہیں جن میں سے اکثر کسی قدر لفظی یا معنوی ضعف سے خالی نہیں۔ ہم اپنے آپ کو اس جواب پر سب سے زیادہ قانع پاتے ہیں کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کی حیاتِ دنیاوی میں اکثر و بیشتر ان کی رحمت و رقت کا ظہور ہوتا رہتا تھا، قیامت میں بھی اپنے باپ کو اس بدحالی میں دیکھ کر اس قدر متاثر اور مغلوب الحال ہو جائیں گے کہ ممانعت کا علم ہونے کے باوجود اس ممانعت کی طرف دھیان نہیں رہے گا اور بے قابو ہو کر کچھ دبی زبان سے باپ کی مغفرت اور نجات کے لیے عرضداشت پیش فرما ہی دیں گے۔ اب حد سے حد یہی اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا کاملین پر بھی غلبۂ حال ہو جاتا ہے سو اس کا جواب اثبات میں ہے اس کی ایک نظیر قرآنی آیت اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (سورہ توبہ آیت ۹) سے حضور علیہ السلام کا تخییر و تحدید سمجھنا بھی ہے ظاہر ہے کہ یہاں نہ تو پہلے جملے سے تخییر مراد ہے کہ استغفار و عدم استغفار میں سے جو بھی پسند ہو اختیار کر لیجیے اور نہ ہی دوسرے جملے سے تحدید مقصود ہے کہ ستر دفعہ استغفار کرو گے تو مغفرت نہیں کروں گا لیکن اگر اس سے زیادہ کرو گے تو کر لوں گا بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ یہ بات ہرگز نہ مانی جائے گی اور عدد کا ذکر صرف بیانِ کثرت کے لیے ہے لیکن منقول ہے کہ نبی علیہ السلام نے اس موقع پر فرمایا خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ وَسَأَزِيدُ عَلَى السَّبْعِينَ" تو کیا نبی علیہ السلام کو اس اسلوبِ عربی کا یہ مدلول معلوم نہ تھا۔ مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حالتِ رحمت کے غلبے کی وجہ سے اُس وقت نبی علیہ السلام نے معانی کی طرف التفات نہیں فرمایا بلکہ محض نفسِ الفاظ سے تمسک فرمانے لگے اور نفسِ الفاظ میں تخییر اور حصر کی گنجائش ضرور ہے گو محاورے کے اعتبار سے گنجائش نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ غلبۂ حال کاملین پر کبھی ہو جاتا ہے۔"

(بحوالہ اشرف الجواب حصہ دوم)